متقی اور مطہر قرار دینا صرف اللہ کا کام ہے

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۸؍مئی ۱۹۸۱ء بمقام مسجد اقصیٰ ربوہ)

تشہّد و تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور نے فرمایا:-

اللہ تعالیٰ کے فضل سے میری طبیعت پہلے کی نسبت اچھی ہے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ۔

اسلام نے عاجزانہ راہوں کو اختیار کرنے کا حکم دیا ہے اور یہ بشارت دی ہے کہ وہ لوگ جو بے نفس زندگی گزاریں گے اور عاجزانہ راہوں کو اختیار کریں گے۔ اللہ تعالیٰ ان کے لئے اپنے قرب کے سامان پیدا کرے گا اور ان کی رفعتوں کے سامان پیدا کرے گا۔

حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ انسان کی عاجزی اور انکساری بعض دفعہ اس قدر بڑھ جاتی ہے کہ انسان (اپنے نفس کو اس طرح) خدا تعالیٰ کی عظمتوں کے عرفان کے نتیجہ میں اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے احسانوں کی وجہ سے اپنے نفس کو مٹی میں ملا دیتا ہے۔ جو ایسے ہوتے ہیں اللہ تعالیٰ انہیں اٹھا کر ساتویں آسمان تک لے جاتا ہے۔

رَفَعَهُ اللّٰهُ اِلَى السَّمَآءِ السَّابِعَةِ (کنز العمال جلد ۲ صفحہ ۲۵) لیکن یہ جو رفع ہے ساتویں آسمان تک یہ تو اللہ تعالیٰ کا فضل اور اس کی رحمت ہے لیکن جو مقام انسان کے لئے پسند کیا گیا ہے وہ مقام عجز ہے تواضع اور انکسار کا مقام ہے۔ وہ مقام ہر پہلو سے متکبرانہ راہوں کو نہ اختیار کرنے کا ہے۔ تکبر کے متعلق بھی حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا بڑا انذار ہے آپ نے تنبیہ کی اور ڈرایا ہے۔

یہ جو انسان کے دل میں تکبر پیدا ہوتا ہے اس کی بہت سی وجوہات ہیں۔ دنیوی لحاظ سے دولت، اقتدار، جتھہ، یہ خیال کہ کوئی انسان ایک اچھی قوم میں پیدا ہوا ہے، جاٹ ہے، مغل ہے یا اور کوئی اس قسم کی ذات ہے جسے دنیا بڑا سمجھتی ہے جسے اللہ تعالیٰ بڑا نہیں سمجھتا۔ تکبر علم کی وجہ سے بھی پیدا ہوتا ہے۔ بعض انسان خدا کی دی ہوئی فراست کے نتیجہ میں جب علمی میدانوں میں آگے نکلتے ہیں متکبر بن جاتے ہیں۔ جو ان سے کم علم ہیں ان کے ساتھ حقارت کا سلوک کرنے لگ جاتے ہیں۔ دنیوی طاقتیں جو ہیں وہ دنیوی لحاظ سے کمزوروں کی عزت نہیں کیا کرتیں اور بڑے فخر سے اپنے آپ کو بلند سمجھتی ہیں، غرضیکہ بہت سی وجوہات ہیں جن کے نتیجہ میں انسان عاجزانہ راہوں کو چھوڑ دیتا اور متکبرانہ طریقوں کو اختیار کر لیتا ہے۔ ایک وجہ دین اور مذہب بھی بن جاتا ہے اور اسی کے متعلق اس وقت میں کچھ کہنا چاہتا ہوں۔

ہمارے عقیدہ کے مطابق مہدی اور مسیح علیہ السلام آ گئے۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں توفیق دی کہ ہم انہیں شناخت کریں۔ بدعات سے پاک جو اسلام انہوں نے ہمارے سامنے رکھا اسے قبول کریں اور اس کے مطابق اپنی زندگیاں گزارنے کی کوشش کریں۔ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا جو نور اور جو حسن حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا بنی نوع انسان پر عام طور پر اور ہر فرد واحد پر خصوصاً جو احسان ہے اس سے ہمیں متعارف کرایا۔ خدا تعالیٰ کو دنیا بھول چکی تھی۔ خدا تعالیٰ کی صفات سے ناآشنا ہو چکی تھی، شناخت کروائی خدا تعالیٰ کی، صفات کی۔ ہمیں اس مقام پر کھڑا کیا کہ ہم ایک زندہ خدا سے تعلق پیدا کر سکیں اور اپنی زندگی میں زندہ خدا کی زندہ طاقتوں کا مشاہدہ کر سکیں۔ ہم میں سے بہتوں کو اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے کی توفیق ملی خدا کے فضل سے۔ جماعت احمدیہ میں بھی بعض دفعہ میں دیکھتا ہوں بعض لوگ اس وجہ سے کہ خدا تعالیٰ کا فضل ان پر ہوا عاجزانہ راہوں کو چھوڑ کر متکبرانہ راہوں کو اختیار کر لیتے ہیں۔ جہاں تک روحانی پاکیزگی اور تقویٰ کا سوال ہے ظاہر ہے کہ روحانی طور پر پاکیزہ وہ نہیں جو اپنے آپ کو پاکیزہ سمجھتا ہے۔ روحانی طور پر پاکیزہ وہ ہے جسے خدا پاکیزہ قرار دیتا ہے اور یہ فیصلہ کرنا کہ متقی کون ہے اور کون نہیں یہ میرا اور آپ کا کام نہیں یہ اللہ تعالیٰ کا کام ہے اور اس سلسلہ میں قرآن کریم نے جو ہدایت دی وہ غیر مشتبہ اور واضح اور بیّن ہے۔ اس وقت میں تین آیات کو

لے کے آپ کے سامنے پیش کروں گا۔

اللہ تعالیٰ سورۂ نور میں فرماتا ہے:-

وَلَوۡ لَا فَضۡلُ اللّٰهِ عَلَيۡكُمۡ وَرَحۡمَتُهٗ مَا زَكٰى مِنۡكُمۡ مِّنۡ اَحَدٍ اَبَدًا وَّلٰـكِنَّ اللّٰهَ يُزَكِّىۡ مَنۡ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ سَمِيۡعٌ عَلِيۡمٌ ○ (النّور:۲۲)

اور اگر اللہ تعالیٰ کا فضل اور رحم تم پر نہ ہوتا تو کبھی بھی تم میں سے کوئی پاک باز نہ ہوتا لیکن اللہ جس کو چاہتا ہے اور پسند کرتا ہے پاک باز اسے قرار دیتا ہے اور پاک باز اسے بنا دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ بہت سننے والا ہے۔ سَمِيۡعٌ ہے۔ تمہارے بلند دعاوی کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ نے کوئی فیصلہ نہیں کرنا۔ ہر بات جو تمہارے منہ سے نکلتی ہے وہ سنتا ہے۔ ہر خیال جو تمہارے دل میں گزرتا ہے عَلِيۡمٌ اسے وہ جانتا ہے۔ سینوں کے حالات سے واقف، جو زبانوں پر تمہاری آتا ہے وہ اس سے پوشیدہ نہیں لیکن محض تمہارے دعاوی کے نتیجہ میں تمہیں وہ پاکیزہ اور مطہر نہیں قرار دے گا بلکہ جس پر چاہے گا اپنا فضل نازل کرے گا۔ جسے پسند کرے گا اپنی رحمت سے نوازے گا۔ جسے چاہے گا ایسے اعمال کی توفیق عطا کرے گا جنہیں چاہتا ہے کہ بندے اس کے حضور پیش کریں اور جن اعمال کو چاہے گا اور پسند کرے گا انہیں وہ قبول کرے گا۔

انسان اپنی جہالت کے نتیجہ میں انسان کو تو یہ حق دینے کے لئے تیار ہو گیا کہ جب کچھ اشیاء پیش کی جائیں اس کے سامنے تو ان بہت سی اشیاء میں سے جسے چاہے پسند کر لے اور جسے چاہے واپس کر دے۔ مسلمان بادشاہ جو حاکم رہے ہیں ہندوستان کے ایک وقت میں جب خوشامد بہت بڑھ گئی ان کی تو لوگ ان سے فائدہ اٹھانے کے لئے ایک ایک ہزار تحفہ ایک عید کے موقع پر ان کے سامنے رکھ دیتے تھے اور ان کا دستور یہ تھا کہ مثلاً ایک کپڑا پسند کر لیا ان پانچ سو نہایت قیمتی کپڑے کے تھانوں میں سے جو ان کے سامنے رکھے گئے تھے اور کہا باقی تم واپس لے جاؤ جس طرح چاہو استعمال کرو۔ ملک کے لحاظ سے اقتصادی طور پر فائدہ بھی تھا اس میں۔ لیکن ان کی ایک چیز اٹھا لیتے تھے وہ اپنی رعایا میں سے ایک فرد کو خوش کرنے کے لئے۔

جو انسان بادشاہ کو حق دیتا ہے کہ جس چیز کو چاہے پسند کرے اور قبول کرے لیکن اپنے خدا سے جو خالق اور مالک ہے یہ توقع رکھتا ہے کہ ہر رطب و یابس جو ہم اس کے حضور پیش کریں وہ

اسے قبول کر لے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ایسا نہیں بلکہ خدا تعالیٰ نے اپنے فضل اور اپنی رحمت سے جس چیز کو چاہتا ہے، جن اعمال صالحہ کو پسند کرتا ہے قبول کرتا ہے اور اس کے نتیجہ میں وہ تمہیں پاکیزگی بخشتا ہے، طہارت پر قائم رہنے کی توفیق عطا کرتا ہے۔ پاکیزہ اعمال تم سے سرزد ہوتے ہیں اور وہ تم سے خوش ہوتا ہے اور اپنے قرب کی راہیں تمہارے اوپر کھولتا ہے وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يُزَكِّيْ مَنْ يَّشَآءُ اگر خدا تعالیٰ کسی کو پاک نہ قرار دے اس وقت تک وہ پاک نہیں ہوسکتا۔ اس لئے اس میدان میں عاجزانہ راہوں کو چھوڑنا ہلاکت کی راہ کو اختیار کرنا ہے۔

سورۃ النجم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ هُوَ اَعْلَمُ بِكُمْ اِذْ اَنْشَاَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ وَاِذْ اَنْتُمْ اَجِنَّةٌ فِيْ بُطُوْنِ اُمَّهٰتِكُمْ فَلَا تُزَكُّوْٓا اَنْفُسَكُمْ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنِ اتَّقٰى ۝ (النجم: ۳۳)

خدا تعالیٰ تمہیں اس وقت سے جانتا ہے جب تمہارے جسم کے ذرے ابھی مٹی میں ملے ہوئے تھے اور اس نے ان ذروں کو اٹھایا اور ایک مادی جسم پیدا کر دیا۔ وہ اس وقت سے تم کو خوب جانتا ہے جب اس نے تم کو زمین سے پیدا کیا۔ پھر کم وبیش نو مہینے تم اپنی ماں کے پیٹ میں رہے۔ نہ ماں کو پتا تھا کہ یہ بچہ کیسا ہے نہ اس بچے کو ہوش تھی کہ میں کیا بنوں گا لیکن خدا جانتا تھا۔ پس وہ اس وقت سے تم کو خوب جانتا ہے جب کہ تم اپنی ماؤں کے پیٹ میں پوشیدہ تھے۔ پس اپنی جانوں کو پاک مت قرار دو۔ فَلَا تُزَكُّوْٓا اَنْفُسَكُمْ پاک قرار دینا اسی کا حق ہے جو اس وقت سے علم رکھتا ہو جب ذراتِ زمین ابھی جسمانی روپ میں ظاہر نہیں ہوئے اور بچہ بن کے ماں کے پیٹ میں نہیں گئے اور اس وقت سے جانتا ہے کہ جب ماں بھی نہیں جانتی تھی کہ میرے پیٹ میں جو بچہ ہے وہ کیسا نکلے گا اور نہ اس بچے کو کوئی ہوش تھی اس لئے فَلَا تُزَكُّوْٓا اَنْفُسَكُمْ اپنی جانوں کو پاک مت قرار دو۔ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنِ اتَّقٰى یہ فیصلہ کرنا کہ متقی کون ہے اسی ہستی کا کام ہے جو اس وقت سے زمین کے ذروں کو جانتا ہو جس نے جسم بننا ہے اور جو ماں کے رحم میں بچہ کروٹیں لے رہا ہے (اس میں حرکت پیدا ہو جاتی ہے ایک وقت کے بعد) صرف اللہ جانتا ہے۔ نہ ماں جانتی ہے نہ باپ جانتا ہے نہ خود بچہ جانتا ہے کہ کیا ہونے والا ہے آئندہ؟ یہاں اللہ تعالیٰ نے یہ اعلان کیا کہ صرف مجھے اختیار ہے اور مجھ

سے کوئی چیز پوشیدہ نہیں۔ اللہ تعالیٰ جانتا ہے اس کا کام ہے کہ وہ کس شخص کو متقی قرار دے، کسے متقی قرار نہ دے۔ اگر کوئی شخص یہ دعویٰ کردے جنون کی کسی حالت میں کہ میں بھی ان ذرات کے وقت سے جب ابھی جسم نہیں بنے تھے جانتا ہوں بعض لوگوں کو اور ماں کے پیٹ میں جب وہ کروٹیں لے رہے تھے اس وقت سے میں جانتا ہوں اور میں متقی قرار دیتا ہوں، یہ تو جنون ہوگا۔ ہر آدمی کہے گا کہ اللہ تعالیٰ تجھ پر رحم کرے اور تیرے حواس کو درست کرے۔

پس اعلان یہ ہوگیا قرآن کریم میں کہ سوائے اللہ تعالیٰ کے جو اس وقت سے تم کو جانتا ہے کہ تم زمین میں مادی ذرات کی شکل میں تھے۔ پھر اس نے تمہیں اکٹھا کیا اور ایک جسم دیا۔ انسان کو خلق کیا اور احسن صورت بنائی دوسری آیت میں ہے۔ اس وقت سے جانتا ہے جب یہ احسن صورت بنانے کی Process شروع ہو چکی تھی ماں کے پیٹ میں۔ وہ جانتا ہے کہ اس نے تمہیں کون سی صلاحیتیں اور قوتیں اخلاقی اور روحانی طور پر دیں وہ جانتا ہے کہ تم نے انہیں ضائع کر دیا یا ان کی صحیح نشوونما کر کے اللہ تعالیٰ کے پیار کو حاصل کیا۔ یہ بات خدا کا پیار ملا یا نہیں ملا یہ تو خدا ہی بتا سکتا ہے نا۔ اس واسطے فَلَا تُزَكُّوْٓا اَنْفُسَكُمْ (النجم:۳۲) یہ حکم دے دیا۔

اور سورۂ نساء میں یہ فرمایا۔ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ يُزَكُّوْنَ اَنْفُسَهُمْ بَلِ اللّٰهُ يُزَكِّيْ مَنْ يَّشَآءُ وَلَا يُظْلَمُوْنَ فَتِيْلًا۔ اُنْظُرْ كَيْفَ يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ وَكَفٰى بِهٖٓ اِثْمًا مُّبِيْنًا۔ (النساء:۵۰،۵۱)

کیا تجھے ان لوگوں کا حال معلوم نہیں جو اپنے آپ کو پاک قرار دیتے ہیں۔ ان کا یہ حق نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ جسے پسند کرتا ہے اسے پاک قرار دیتا ہے۔ وَلَا يُظْلَمُوْنَ فَتِيْلًا اور ان پر کوئی ظلم نہیں کیا جائے گا اگلی آیت میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اُنْظُرْ كَيْفَ يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ کہ دیکھ وہ کس طرح اللہ پر جھوٹ باندھ رہے ہیں۔

جب وہ کسی کو پاک اور مطہر قرار دیتے ہیں تو اس کا تو مطلب یہ ہے نا کہ خدا تعالیٰ کی نگاہ میں پاک اور مطہر ہے وہ۔ خدا تعالیٰ کہتا ہے دیکھو۔ وہ کس طرح خدا پر جھوٹ باندھ رہے ہیں اور یہ وَكَفٰى بِهٖٓ اِثْمًا مُّبِيْنًا کھلا کھلا گناہ ہے۔ ایک دوسرے کو یا اپنے آپ کو متقی اور پرہیز گار قرار دینا، خدا تعالیٰ پر جھوٹ باندھنا اِثْمٌ مُّبِيْنٌ ہے، ایک ایسا گناہ کرنا ہے جو چھپی ہوئی

بات نہیں، کھلی بات ہے۔ اس واسطے کہ پاک اور متقی کے معنی ہی یہ ہیں کہ جو خدا کی نگاہ میں پاک اور متقی ہو۔ پاک اور متقی کے معنی اسلامی تعلیم کی رو سے یہ نہیں کہ کوئی جماعت کسی دوسری جماعت کو پاک اور متقی قرار دے دے۔ پاک اور متقی کے معنی یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں کوئی شخص پاک اور متقی ہے اور اللہ تعالیٰ کسی کو پاک اور متقی قرار نہیں دیتا اور ایک شخص یا ایک گروہ یا ایک علاقہ یا ساری دنیا مل کے کسی کو پاک اور متقی قرار دے تو وہ خدا تعالیٰ پر جھوٹ باندھنا ہے اور کھلم کھلا گناہ ہے۔

بہت سی اور آیات ہیں جن میں اس مضمون کے بعض دوسرے پہلو بیان کئے گئے ہیں۔ ان میں سے میں نے تین کو اٹھایا ہے۔ اس واسطے انسان کا جو کام ہے وہ انسان کو کرنا چاہیئے اور انسان کا کام یہ ہے کہ وہ ہمیشہ عاجزانہ راہوں کو اختیار کرے کبھی تکبر نہ کرے۔ کبھی کسی سے خود کو بڑا نہ سمجھے۔ کبھی گھمنڈ اور فخر اس کے دل میں پیدا نہ ہو۔ نہ دنیوی برتریاں، جو دنیا کی نگاہوں میں ہیں ان کے نتیجہ میں، نہ دین میں جب دین خدا اسے عطا کرے، ناسمجھی کی راہوں کو اختیار کرتے ہوئے خدا تعالیٰ کے فضلوں اور رحمتوں کی تلاش کرنے کی بجائے جو دعا کے ساتھ اور اللہ تعالیٰ کے فیصلہ کے نتیجہ میں ہوتے ہیں خود ہی فیصلہ کرنا شروع کر دے کہ میں یا فلاں لوگ جو ہیں وہ پرہیزگار اور متقی ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق عطا کرے کہ ہم اس حقیقت کو سمجھنے والے ہوں اور خدا تعالیٰ کی آنکھ میں ہمیشہ پیار دیکھنے والے ہوں کبھی غصہ اور نفرت اور حقارت اس کی نگاہ میں ہماری آنکھ نہ دیکھے۔ آمین۔

خطبہ ثانیہ سے قبل حضور نے فرمایا:-

میں نے اس وقت تین آیتیں لے کر کچھ باتیں کی ہیں۔ یہ ایک لمبا مضمون ہے جس کی تمہید میں بیان کر رہا ہوں۔ جو خطبہ میں نے دیا اسلام آباد میں اس میں اس مضمون کی تمہید کے طور پر میں نے یہ بات بتائی تھی کہ لَهُ الْحُكْمُ (الانعام:۶۲) حکم جو ہے، فیصلہ جو ہے وہ خدا کا جاری ہوتا ہے اور اس کا مطلب یہ ہے کہ جو فیصلہ اللہ تعالیٰ کے فیصلے کے خلاف اور متضاد ہو وہ کامیابی حاصل نہیں کر سکتا ابھی تک میں تمہید بیان کر رہا ہوں۔

اسلام آباد میں چار باتیں میں نے بیان کی تھیں اور ایک بات آج میں نے بیان کی ہے۔ یہ اپنے ذہن میں حاضر رکھیں تا جب اصل مضمون بیان کروں آپ کو اسے سمجھنے میں آسانی رہے۔

خدا تعالیٰ ہمارے لئے ہر قسم کی آسانیوں کے سامان پیدا کرے۔ آمین۔

(روزنامہ الفضل ربوہ ۱۴؍جون ۱۹۸۱ء صفحہ ۲ تا ۴)